نظرات

انیسویں صدی کے آخری دنوں اور بیسویں صدی کے تمام دورِ حاضر کا سرسری سا ہی جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ تمام عالم میں مسلمانوں کے حالات بتدریج خراب سے خراب ہوتے گئے اور اس حالت میں بھی مسلمانوں کو اپنے خراب حالات درست کرنے کیطرف دھیان دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ اپنے خراب حالات سے غفلت و لاپرواہی میں مبتلا ہوتے ہوئے مزید انتشار وافراتفری ہی کے شکار ہوئے ہیں۔ انگریز سامراج نے اپنی عیّاری و مکّاری اور چالاکی کے ساتھ مسلمانوں ہی میں سے کچھ زر خرید لوگوں کے ذریعہ سے منصب خلافت کو تار تار کیا تو اس وقت علمار کرام خصوصاً ہندوستان کے مسلم رہنما علی برادران اور فرنگی محلی علمار دین نے اسے مستقبل کی مسلم بربادی سے تعبیر کیا، عام ذہن اس خطرہ کو پوری طرح سمجھ نہ سکا، مگر رہنمایانِ ملّت نے اسے مسلمانوں کے خلاف، اسلام کے خلاف زبردست سازش ہی گردانا ـــ احتجاج کیا، قومِ مسلم کو اس کے خلاف بیدار کیا، مگر کچھ ہی عرصہ میں راہنمایان ملت کے غلط اندازوں کی بدولت یہ خالص اسلامی مسئلہ ہندوستان کی سیاسی دہلیز پر لے آگیا۔ اور اس سراسر اسلامی تحریک میں ہندوستانی سیاست کے اہم ستون موہن چند، کرم چند گاندھی کی زور و شور کے ساتھ اس میں شمولیت نے تحریک خلافت کے رُخ ہی کو موڑ دیا۔ یہ کامیابی سے ہمکنار ہونے کے بجائے اسی طرح ناکامی سے ہمکنار ہوکر رہی جس طرح ہندوستان کی آزادی کے لئے علمار کرام کے نقطۂ نظر سے قیام پاکستان سے برصغیر کے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصانات کی بُو، اور خدشہ واندیشہ نے جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا جس نے انھیں قیام پاکستان کے خلاف زبردست تحریک چلانے پر مجبور کیا جو بالآخر گاندھی و نہرو اور پٹیل کے گھٹنے ٹیکنے کے باعث پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ناکامی سے دوچار ہوئی پاکستان کے وجود میں آنیکے بعد ہندوستان میں

رہ گئے مسلمانوں اور ان کی عبادت گاہوں کو تباہی و بربادی کے منہ دیکھنے پڑے اسے تاریخ کے ہزاروں صفحات میں بھی درج کیا جائے تو تب بھی اس کے لئے صفحات ہی کم پڑیں گے واقعات و حالات کے ڈھیر پہ ڈھیر کبھی ختم نہ ہونیکو آئیں گے۔

انیسویں صدی میں ہندوستان سے مغلیہ سلطنت کا مکمل طور پر خاتمہ ہو کر رہا اور بیسویں صدی میں جہاں علامہ اقبالؒ اور اکبرالہ آبادی جیسے دانشورانِ ملت نے جنم لیا وہاں مصطفیٰ کمال پاشا کے کاندھوں پر بندوق رکھ کر انگریزی سازش منصبِ خلافت کو ختم کرنے اور فلسطینی آبادی کی لاشوں پر یہودی قوم کی ایک ناجائز سلطنت اسرائیل نام سے قائم کرنے میں کامیاب ہو کر رہی۔ اس کے بعد مسلمانانِ عالم کو اپنے دشمنوں کو پہچان کر سنبھلنا چاہیئے تھا۔ لیکن اس کے برعکس انگریزی سامراج کے پیدا کردہ عیش و عشرت کے اسباب کے حصول میں مستغرق رہے مذہب و ملت سے ان کا واسطہ صرف برائے نام ہی ہو کر رہ گیا ——— یہ کس قدر شرم افسوس، فکر و غم اور دکھ و صدمہ کی بات ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں عروج حاصل کرتی رہیں اور مسلمان انحطاط پذیر ہوتے رہے کچھ اپنے اعمال و کردار کیوجہ سے اور کچھ کم فہمی، عدم تدبّر و دوراندیشی کے فقدان، عیش و عشرت کے بے پناہ اسباب کی فراہمی اور دشمنانِ اسلام کی عیّاری اور چالاکی و ریشہ دوانیوں کے طفیل ——— یہاں حیرت و استعجاب کی بات یہ ہے کہ یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کہ دشمن ملت اسلامیہ کے خلاف کامیاب سازشیں کر رہا ہے اس کے باوجود بھی غفلت و لاپرواہی و بے فکری کے ساتھ ان ہی باتوں اور کاموں میں مشغول و منہمک ہیں جو دشمنانِ اسلام کے ناپاک منصوبوں و مقاصد کی برآوری اور بربادی مسلم میں ان کی طمانیت و مسرت کا باعث ہیں۔

ایران و عراق جنگ میں دونوں طرف کے لاکھوں مسلمان شہید ہوئے ۹ سالہ جنگ میں اربوں کھربوں کا نقصان الگ سے رہا۔ شہید ہوئے لاکھوں مسلمان ملت اسلامیہ کے کسی تعمیری کام میں جٹے ہوتے مگر وہ دونوں مسلم حکومتوں کی آپسی جنگ ہی میں کام آ گئے۔ اسی طرح مال و اسباب جو ملت اسلامیہ کے رفاہی کاموں میں خرچ ہوتے آپس کی لڑائی میں ہی بے جا صرف ہو گئے۔ اس کے بعد عراق نے اپنی طاقت کے زعم میں کویت پر قبضہ کیا جسکو بہانہ بناتے ہوئے

عراق کے خلاف تمام مسلم ممالک کو عیاری و مکاری اور چالبازی کے ساتھ متحد کر کے امریکہ اور اس کے حلیف ممالک برطانیہ، فرانس، جرمنی اور روس وغیرہ نے اتحادی سبھا کو حرکت میں لاکر اور اس کے ریزولیوشنوں کی آڑ میں عراق پر ایسی خطرناک جنگ تھوپی کہ عراق تو برباد ہوا ہی ساتھ ہی مسلم ممالک پر بھی اس جنگ کے اخراجات کا وہ بوجھ پڑا کہ کم از کم سنو سال بھی اسکی تلافی کی کوئی صورت ممکن نظر آتی نہیں دیکھتی۔

عرب مالی فنڈ کے ذریعہ جاری کی گئی سالانہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں عرب ملکوں کو ۶۷۶ ارب (ایک ڈالر ۱۳ ہندوستانی روپیوں کے برابر ہے) کا نقصان ہوا۔ صرف عراق کا ہی اقتصادی ۲۳۷ ارب ڈالر کا ہے جبکہ کویت کا نقصان ۲۰۴ ارب ڈالر کا ہے اور اس جنگ کیوجہ سے اقتصادی پیداوار کی شرح میں کمی کیوجہ سے دیگر عرب ملکوں کو اکیانوے ارب ڈالر کا نقصان الگ سے ہوا۔ جو دولت و طاقت عالم اسلام کی فلاح و بہبود کے کاموں میں صرف ہوتی وہ آپس میں سر پھٹول پر ہو گئی اس سے زیادہ بدقسمتی کی اور بات کیا ہوگی ملت اسلامیہ کے لئے۔

خداوند تعالیٰ نے مسلم ممالک کو اپنے حبیب پاک صلعم کے طفیل و صدقہ میں جو بے بہا خزانہ مرحمت فرمایا اسے عیسائی ممالک والی طاقتوں نے کس ہوشیاری و چالاکی سے بے کار کے کاموں میں لگوا دیا جس سے نقصان ہی نقصان ہو۔ تعمیر و ترقی کے کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو جائے۔

اسرائیل کے ناجائز قیام کے خلاف عرصہ سے فلسطین کے جانباز مجاہدین جو جدوجہد کر رہے ہیں اس میں بھی اب انتشار دیکھنے کو مل رہا ہے۔ فلسطینی محاذ آزادی کے عظیم رہنما و مجاہد یاسر عرفات کے رقیبوں نے اس وقت ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جبکہ ان کی عظیم قربانیوں کی بدولت ریاست فلسطین کے قیام کی امید روشن نظر آرہی تھی۔

ابو ندال گروپ جو یاسر عرفات کے خلاف شائد کسی اجنبی اشارہ کیوجہ سے ایک عرصہ سے محاذ آرائی میں جٹا ہوا تھا اب اس نے یاسر عرفات کے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔ اپریل مہینہ میں اس نے یاسر عرفات کے ساتھی کرنل یونس کو گولی مار کر ہلاک

کردیا اور اس کے بعد یاسر عرفات کے افسران مسافر ابراہیم ترکیو اور پیرس میں ایک ہوٹل کے سامنے فلسطینی محاذ آزادی کے خفیہ پولیس کے چیف آف بیورو کو گولیوں سے بھون ڈالا۔ تقریباً ۲۶ اعلیٰ دماغ فلسطینی رہنما جو مختلف عظیم صلاحیتوں کے مالک تھے فلسطین ہی کے دوسرے گروپ کے ہاتھوں جاں بحق ہو گئے۔ یہ موجودہ عالم اسلام کے بدترین حالات ہی ہیں۔ ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کے سامنے بابری مسجد کی جگہ رام جنم بھومی کی تعمیر کا چیلنج ہوا۔ مگر وہ اس چیلنج کو سنجیدگی و دوراندیشی کے آئینہ میں نہ دیکھ کر بالکل سرکس کے جوکروں کی طرح کھیل سمجھتے رہے۔ بابری مسجد کی بازیابی کی تحریک چلا رہے ہیں ان کے سامنے فسطائی طاقتیں ہیں جو ہر طرح لیس ہیں ان کی طاقت اور عیاری و چالاکی کو نہ بھانپتے ہوئے خود ہی آپس میں لڑ جھگڑنے کی سمت چل پڑے۔ جنم بھومی والے پوری سنجیدگی و دوراندیشی اور مکارانہ چالاکیوں "غیبی اسباب" کے ساتھ مستعد عمل رہے جس کے نتیجہ میں بابری مسجد کو مسمار کرنے میں وہ کامیاب ہو کر رہے۔ اور بابری مسجد کی تحریک چلانے والے کئی گروپ سب منہ تکتے رہ گئے، وزیراعظم اور وزیر داخلہ کو کوستے ڈانتے پھٹکارتے رہے۔ لیکن اس سے ہوتا کیا ہے۔ مسلم دشمن طاقتوں کا جو کام ہونا تھا وہ ہو گیا، اب لکیر پیٹنے سے ہوتا کیا ہے۔

ہماری سوچ وسمجھ کے دیوالیہ پن کی اس سے بڑی نظیر اور کیا ہو گی کہ اس کے بعد بھی ہم تعمیری کاموں کی طرف راغب نہ ہوئے، بابری مسجد کی شہادت سے ہم نے سبق نہیں سیکھا۔ اور ایک دوسرے کے خلاف آپس میں محاذ آرائی پھر شروع ہے۔

خدا بھی اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جس کو خود اپنی حالت کے بدلنے کا خیال نہ ہو ملت اسلامیہ کی شرمناک حالت کب بدلے گی۔ یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن آنے والے حالات تمام عالم اسلام کے لئے فکر وتشویش سے بھرے ہوئے ہیں روس کے زوال کے بعد آزاد ہوئی ریاستوں آرمینیا وآذربائیجان اور یوگوسلاویہ کی ریاست بوسنیا میں مسلمانوں کا قتل عام اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس کے دشمنوں کی گہری سازشوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ عصر حاضر اور مستقبل ملت اسلامیہ کے لئے بحرانوں، مشکلاتوں، پریشانیوں اور

ناموافق حالات سے بھرے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن اگر ملتِ اسلامیہ میں صحیح سوجھ بوجھ ہو تو وہ ان ہی مشکلاتوں، بحرانوں، پریشانیوں کو ملتِ اسلامیہ کی صحیح رہنمائی سے موافق حالات خوشی ومسرت اور روشن مستقبل میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

کاش! عالم اسلام کا ہر فرد قرآن پاک کے عظیم فرمان وارشاد واسوۂ حسنہ صلعم پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات وزاویۂ نگاہ کے تحت عمل میں لائے یہ ہی تعمیر وترقی اور فلاح وبہبود کا ان کے لئے واحد راستہ ہے۔